ردِّ بدعات

غلام مصطفٰہ ظہیر امن پوری

دینِ اسلام مکمل و اکمل دین ہے ، اللہ تعالیٰ نے تکمیلِ دین کا مژدہ سنایا ہے ، اس نے اپنے بندوں کی تنصیصاً و تعلیلاً احکامِ شرعیہ میں رہنمائی فرمادی ہے ،اب دین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات و ارشادات کا نا م ہے ، اعمال کی قبولیت کے لیے بنیادی شرط قرآن وسنت کی پیروی ہے ،

جیسا کہ نافع سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں چھینک لگائی ، کہا ، الحمدللّٰہ والسّلام علی رسول اللّٰہ ۔(تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو)، ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ، میں بھی اللہ کی تعریف کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں ، لیکن (اس موقع پر)ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں نہیں سکھایا ، بلکہ آپ نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے :

الحمد للّٰہ علی کلّ حال ۔ ''ہر حال میں ساری کی ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ۔''

(سنن ترمذی : ۲۷۳۸، مسند الحارث (بغیۃ الباحث : ۸۰۷)، المستدرک للحاکم : ۴/۲۶۵۔۲۶۶، شعب الایمان للبیہقی : ۸۸۸۴ ، وسندہٗ حسن)

امام حاکم نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد '' قرار دیا ہے ، حافظ ذہبی نے ''صحیح '' کہا ہے ، اس کے راوی الحضرمی من آل الجارود کو امام ابن حبان نے ''ثقہ '' کہا ہے ، امام حاکم نے اس کی حدیث کی سند کو ''صحیح '' قرار دیا ہے ، یہ توثیق ہے ، حافظ ذہبی نے ''صدوق '' کہا ہے ۔(الکاشف)

مستدرک حاکم میں الحضرمی بن لاحق چھپ گیا ہے ، یہ وہم ہے ۔

اس حدیث سے معلوم ہو ا کہ سنت کی پیروی ضروری ہے ، کمی بیشی ناجائز ہے ،اس سے نیک کام بدعت بن جاتا ہے ۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا یستقیم قول الّا بعمل ، ولا یستقیم قول وعمل الّا بنیۃ ، ولا یستقیم قول وعمل ونیّۃ الّا بموافقۃ السّنّۃ ۔

''کوئی قول عمل کے بغیر درست نہیں ، کوئی قول و عمل نیت کے بغیر درست نہیں اور کوئی قول و عمل و نیت سنت کی

موافقت کے بغیر درست نہیں ہے''(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم : ۷/۳۲، وسندہ، حسن)
امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ، ہمارے پہلے علماء کہا کرتے تھے :
الاعتصام بالسّنۃ نجاۃ ۔ ''سنت کو مضبوطی سے پکڑنا نجات ہے ۔''(سنن الدارمی : ۹۷، وسندہ، صحیح)
سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
من رغب عن سنّتی فلیس منّی ۔''جس نے میری سنت سے منہ موڑا ، وہ میرے طریقے پر نہیں ہے ۔''
(صحیح ابن خزیمۃ : ۱۹۷، وسندہ، صحیح)
امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :
البدعۃ أحبّ الی ابلیس من المعصیۃ ، المعصیۃ یتاب منها والبدعۃ لا یتاب منها ۔
''بدعت شیطان کو اللہ کی نافرمانی سے زیادہ محبوب ہوتی ہے ، گناہ سے تو توبہ کر لی جاتی ہے ، لیکن بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی ۔''(مسند علی بن الجعد : ۱۸۰۹، وسندہ، حسن)
⋆۱ امام عینی حنفی بدعت کی تعریف یوں کرتے ہیں :
وهی ما لم یکن له أصل فی الکتاب والسّنۃ وقیل اظهار شیئ لم یکن فی عهد رسول اللّہ صلّی اللّہ علیہ وسلّم ولا فی زمن الصّحابۃ رضی اللّہ عنهم ۔
''بدعت دین میں ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں ، جس کی اصل کتاب و سنت میں نہ ہو ، ایک قول یہ بھی ہے کہ ایسی چیز کا اظہار جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نہ ہو ۔''
(عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری : ۲۵/۳۷)
⋆۲ محقق شاطبی نقل کرتے ہیں : طریقۃ فی الدّین مخترعٌ تضاهی الشّریعۃ یقصد بالسّلوک علیها المبالغۃ فی التّعبد للّہ سبحانہ ۔
''بدعت دین میں اپنی طرف سے نکالے گئے ایسے طریقے کا نام ہے ، جو شریعتِ الٰہی کے مشابہ ہو اور اس سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مبالغہ مقصود ہو ۔''(الاعتصام : ۱/۳۰)
⋆۳ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :
انّ البدعۃ هی : الدّین الّذی لم یأمر اللّہ بہ ورسولہ ، فمن دان دینا

لم یأمر اللّٰہ ورسولہ بہ فھو مبتدع بذٰلک ، وھٰذا معنیٰ قولہ تعالیٰ : (اَمْ لَہُمْ شُرَکَاءُ شَرَعُوْا لَہُمْ مِّنْ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِہِ اللّٰہُ) (الشورٰی : ٢١)

'' بدعت وہ دین ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم نہیں دیا ، جس نے ایسا دین اختیار کیا ، جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم نہیں دیا ، وہ بدعتی ہے ، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنیٰ ہے :
(اَمْ لَہُمْ شُرَکَاءُ شَرَعُوْا لَہُمْ مِّنْ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِہِ اللّٰہُ)(الشورٰی : ٢١)

''کیا ان کے لیے ایسے شریک ہیں ، جنہوں نے ان کے لیے وہ دین مقرر کیا ہے ، جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا ؟''(الاستقامہ : ١/٥)

نیز فرماتے ہیں :
فانّ البدعہ ما لم یشرعہ اللّٰہ من الدّین فکلّ من دان الشّیء لم یشرعہ اللّٰہ فذٰلک بدعہ وان کان متأوّلا فیہ ۔

''بدعت وہ دینی طریقہ ہے ، جس کو اللہ تعالیٰ نے مقرر نہیں کیا ، سو ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ نے مشروع نہ کیا ہو، وہ بدعت ہے ، اگرچہ بدعتی اس میں تاویل ہی کرے ۔''(الاستقامہ : ١/٤٢)

٤★ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ لکھتے ہیں : والمراد بالبدعہ ما أحدث ممّا لاَ أصل لہ فی الشّریعہ یدلّ علیہ وامّا ما کان لہ أصل من الشّرع یدلّ علیہ فلیس ببدعہ شرعاً وان کان بدعہ لُغۃً

''بدعت سے مراد وہ چیز ہے ، جس کی شریعت میں کوئی اصل و دلیل نہ ہو ، ہاں ! جس کی شریعت میں اصل و دلیل موجود ہو ، شرعی بدعت نہیں ، اگرچہ لغوی اعتبار سے بدعت ہو ۔''(جامع العلوم والحکم : ١٩٣)

بدعت کی تقسیم

ہر بدعت سیئہ ہے ، کوئی بدعت حسنہ نہیں ۔

دلیل نمبر ١ :
جس کام کی اصل کتاب و سنت اور اجماعِ امت میں نہ ہو ، وہ بدعت ہے ، بے اصل اور بے ثبوت کام کی تقسیم سیئہ اور حسنہ کے اعتبار سے کرنا کہاں تک صحیح ہے ؟

دلیل نمبر ٢ :
ارشادِ باری تعالیٰ ہے :
(وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّ ھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا

عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ)
(النحل : ١١٦)
''کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ حلال یا حرام نہ کہہ دیا کرو ، تاکہ تم اللہ پر جھوٹ باندھو ، جو لوگ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں ، وہ کامیاب نہیں ہوں گے ۔''
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں :
ویدخل فی ھٰذا کلّ من ابتدع بدعۃً لیس لہٗ فیھا مستند شرعیّ او حلّل شیأاً ممّا حرّم اللّٰہ أو حرّم شیأاً ممّا أباح اللّٰہ بمجرّد رأیہٖ وتشھّیہ۔
''ہر بدعتی اس حکم میں داخل ہے ، جس نے بدعت جاری کی ، جبکہ اس کے پاس اس بدعت پر شرعی ثبوت و دلیل نہیں ہے ، یا جس نے محض اپنی رائے اور نفسانی خواہش سے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور اس کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دیا۔''(تفسیر ابن کثیر :٢/٧٧٩)
جب ہر بدعتی بدعت جاری کر کے اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے ، تو ثابت ہوا کہ ہر بدعت حقیقت میں اللہ پر جھوٹ ہے ، تو اس کی تقسیم کا کیا معنی ؟
دلیل نمبر ٣ :
اللہ تعالی نے یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں فرمایا :
(وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰہِ عَھْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ عَھْدَہٗ، اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لاَ تَعْلَمُوْنَ)(البقر : ٨٠)
''انہوں نے کہا کہ ہمیں معدودے چند دن آگ جلائے گی ، کہہ دیں کہ کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لیا ہے ، پھر تو وہ اپنے وعدے کی ہر گز خلاف ورزی نہیں کرے گا ، یا تم بغیر علم کے اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو ؟''
اس آیت سے معلوم ہوا کہ دینی احکام و مسائل میں بغیر دلیل کے بات کرنا اللہ پر بہتان و افترا ہے ، بدعتی بغیر دلیل شرعی کے دین میں بدعت جاری کرتا ہے ،تو ہر بدعت اللہ پر جھوٹ ہے ، بدعتی اللہ پر بہتان اور افترباندھتا ہے لہذا بدعت کی تقسیم صحیح نہیں ۔
دلیل نمبر ٤ :
اللہ تعالی کا فرمان ہے :
(یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِاِلَّا الْحَقَّ)

(النسائ:١٧)
''اے اہل کتاب ! اپنے دین میں غلو نہ کرو ، اور اللہ پر سوائے حق کے کچھ نہ کہو ۔''
اس آیت کریمہ میں'' غلوّ فی الدین ''سے منع کیا گیا ہے ،بدعتی اللہ کے دین پر راضی نہیں ہوتا ، اس میں نئی نئی چیزیں داخل کر کے اضافہ کرتا ہے ، ہر بدعت کا منشاء دین میں غلوّ کرنا ہے ، لہٰذا اس کی تقسیم کیونکر صحیح ہو گی ؟
دلیل نمبر ٥ :
ہر بدعت مذمومہ اور سیّئہ ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
وشرّ الأمور محدثاتها وکلّ بدعۃ ضلالۃٌ ''اور برے ترین اعمال بدعات ہیں اورہر بدعت گمراہی ہے۔''(صحیح مسلم :٤٣/٨٦٧)
دلیل نمبر ٦ :
نیز فرمایا: من أحدث فی أمرنا ہذا ما لیس منہ فہو ردّ ۔
''جو شخص ہمارے دین میں ایسا کام جاری کرے ، جس کی اصل اس (کتاب و سنت و اجماع)میں نہ ہو ، وہ باطل ہے۔''(صحیح بخاری:٢٦٩٧،صحیح مسلم :١٧/١٧١٨)
جو عمل کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت نہ ہو ، وہ بدعت ہے اور باطل ہے ۔باطل کو سیئہ اور حسنہ میں تقسیم کرنا اہل ایمان اور اہل عقل کا وطیرہ نہیں ۔
ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :
انّ المحافظۃ علی عموم قول النّبیّ صلّی اللّہ علیہ وسلّم : ((کلّ بدعۃ ضلالۃ)) متعیّن ، وانّہ یجب العمل بعمومہ ، وانّ من أخذ یصنّف البدع الیٰ حسن وقبیح ، ویجعل ذٰلک ذریعۃ الیٰ أن لا یحتجّ بالبدعۃ علی النّھی فقد أخطأ ۔
''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمومی فرمان کلّ بدعۃ ضلالۃ کی پابندی ضروری ہے اور اس کے عموم پر عمل کرنا واجب ہے ، جس نے بدعات کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کیا اور اس تقسیم کو اس بات کی طرف ذریعہ بنایا کہ ا س کی بدعت پر نہی کو دلیل نہ بنایا جائے ،وہ خطا کا رہے ۔''(مجموع الفتاوٰی : ١٠/٣٧٠۔٣٧١)
دلیل نمبر ٧ :
سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں : کلّ بدعۃ ضلالۃٌ ، وان رآہا النّاس حسنۃً

''ہر بدعت گمراہی ہے ، اگرچہ لوگ اسے 'بدعت حسنہ' سمجھتے پھریں۔''
(السّنۃ لمحمّد بن نصر المروزیّ:ص۲٤،سندہ، صحیح)
جلیل القدر صحا بی ہر بدعت کو گمراہی قرار دے رہے ہیں اور صاف بتا رہے ہیں کہ کو ئی بدعت حسنہ نہیں ، اس کے باوجود مصر ہیں کہ بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے ۔

دلیل نمبر ۸ :
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : وایّای والبدعۃ فی دین اللّٰہ ۔ ''اللہ کے دین میں بدعات جاری کرنے سے بچیں ۔''(البدع والنّہی عنہا لمحمّد بن وضّاح القرطبی :۷۵، سندہ، صحیح)
جلیل القدر صحابی مطلق طور پر بدعات سے منع کر رہے ہیں، لٰہذا ہر بدعت ممنوعٰ

دلیل نمبر ۹ :
سیدناابن مسعودرضی اللہ عنہ ہر جمعرات اپنے خطبہ میں فرماتے تھے : وکلّ محدثۃ بدعۃ ، وکلّ بدعۃ ضلالۃٌ ، وشرّ الأمور محدثاتھا ۔''(دین میں)ہرنیاکام بدعت ہے ، ہر بدعت گمراہی ہے اوربدترین اعمال بدعات ہیں۔ '' (البدع و النّہی عنہا: ٦۱، وسندہ، صحیح)
جب ہر بدعت گمراہی ہے ، گمراہی کو حسنہ کہنے کا کیا مطلب؟

دلیل نمبر ۱۰ :
سیدنامعاذرضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : فایّاکم وما ابتدع ، فانّ ما ابتدع ضلالۃٌ ۔''بدعتوں سے بچو ، کیونکہ بدعت گمرُاہی ہے۔''(سنن ابی داو،د : ٤٦۱۱، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم : ۱/۲۳۳، المستدرک للحاکم : ۳/۲۷۰، ٤/٤٦٦، وسندہ، صحیح)
امام حاکم نے اس قول کو امام مسلم کی شرط پر ''صحیح '' کہا ہے ، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے ۔
صحابی ئرسول ہر بدعت کو ضلالت قرار دے رہے ہیں ، لہٰذا کوئی بدعت حسن اور خوبی والی نہیںہوتی

دلیل نمبر ۱۱ :
محقق شاطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں : اجماع السّلف الصّالح من الصّحابۃ والتّابعین من یلیھم علیٰ ذمّھا کذٰلک ، وتقبیحھا والھروب عنھا وعمّن اتّسم بشیء منھا ، ولم یقع فی ذٰلک منھم

توقّف ولا مثنويّ فهو بحسب الاستقراء اجماع ثابتٌ تدلّ علیٰ أنّ کلّ بدعۃ لیست بحقّ ، بل ھی من الباطل۔'' سلف صالحین صحابۂ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کا بدعت اور بدعتی کی مذمت ، قباحت ، اس سے بچاؤ پر اجماع ہے،ان سے اس بارے میں کوئی توقف یا استثناء واقع نہیں ہوئی، ہماری تحقیق کے مطابق اس بات پر اجماع ثابت ہے کہ ہر بدعت ناحق ہے ، بلکہ باطل ہی ہے۔''(الاعتصام : ۱/۱٤۱)

ناحق اور باطل چیز کی تقسیم سیئہ اور حسنہ کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۱۲ :

ارشاد باری تعالیٰ ہے : (وَّرَہْبَانِیَّۃَ ابْتَدَعُوْہَا مَا کَتَبْنَاہَا عَلَیْہِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰہِ فَمَا رَعَوْہَا حَقَّ رِعَایَتِہَا)(الحدید :۲۷)

''(عیسائیوںنے دین میں)رہبانیت (فقیری کی)بدعت نکالی ، ہم نے ان پر یہ بدعت فرض نہیں کی (یعنی انہوں نے یہ بدعت اپنی طرف سے نکالی ان کی غرض اس بدعت نکالنے سے)مگراللہ کی رضامندی تھی ، پھر اس (بدعت)کی رعایت بھی نہ کی ۔''

یہ آیت ِکریمہ ا س بات پر دلالت کرتی ہے کہ دین میں جو کام بے اصل ہو ، وہ بدعت ہے ، عیسائیوں نے جب دین میں رہبانیت (دنیا سے کنارہ کشی)کی بدعت جاری کی ، پھر خود ہی اس کو پامال کر دیا ، تو اللہ تعالی نے ان کے اس فعل قبیح پر مذمت کی ، ثابت ہو اکہ دین میں بدعت مذمو م چیز ہے ، مذمو م چیز کو سیئہ اور حسنہ میں تقسیم کرنا صحیح نہیں ہے۔

عبدالرحمن بن عمر رستہ کہتے ہیں ،امام عبدالرحمن بن مہدی کے ہاں اہل بدعت اور ان کی عبادت میں کوشش کا ذکر ہوا تو فرمایا : لا یقبل اللّٰہ الاّ ما کان علی الأمر والسّنۃ ، ثمّ قرأ : (وَّرَہْبَانِیَّۃَ ابْتَدَعُوْہَا مَا کَتَبْنَاہَا عَلَیْہِمْ) (الحدید :۲۷)فلم یقبل ذٰلک منھم ووبّخھم علیہ ، ثمّ قال:الزم الطّریق والسّنۃ۔

''اللہ تعالیٰ صرف وہ عمل قبول کرے گا ، جو توحید و سنت کے مطابق ہو گا ، پھر آپ نے یہ آیت ِ کریمہ تلاوت فرمائی : (وَّرَہْبَانِیَّۃَ ابْتَدَعُوْہَا مَا کَتَبْنَاہَا عَلَیْہِمْ)(الحدید :۲۷)''اور انہوں نے رہبانیت کی بدعت نکالی ، جو کہ ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی ۔۔۔۔''پس اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ کام قبول نہیں کیا ، بلکہ اس پر ان کو ڈانٹا ہے ، پھر فرمایا، تو توحید و سنت کو لازم پکڑ ۔(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم : ۹/۸، وسندہ، حسن)

لغوی بدعت مذموم نہیں

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں : ولیس لہ أصل فی الشّرع ویسمّی فی عرف الشّرع بدعۃ وما کان لہ أصل یدلّ علیہ الشّرع فلیس ببدعۃ ، فالبدعۃ فی عرف الشّرع مذمومۃ بخلاف اللّغۃ ۔

''جسکی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو ، شرعی طور پر اسے بدعت کہتے ہیں ، اور جسکی شریعت میں اصل و دلیل ہو، وہ بدعت نہیں ، لہذا شریعت میں جسے بدعت کہا جاتا ہے ، وہ مذموم ہے اور لغوی معنی کے اعتبار سے ہر بدعت مذموم نہیں ۔''(فتح الباری :۱۳/۲۵۳)

حافظ ابن رجب لکھتے ہیں : ((کلّ بدعۃ ضلالۃ))من جوامع الکلم ، لا یخرج عنہ شیء وھو أصل عظیم من أصول الدّین ۔۔۔۔ کلّ من أحدث شیأاً ونسبہ الی الدّین ولم یکن لہ أصل من الدّین یرجع الیہ فھو ضلالۃٌ والدّین بریء منہٗ وسواء فی ذٰلک مسائل الاعتقاد ات أو الأعمال أو الأقوال الظّاھرۃ و الباطنۃ وأمّا ما وقع فی کلام السّلف من استحسان بعض البدع فانّما ذلک فی البدع اللّغویّۃ لا الشّرعیۃ ۔

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ہر بدعت گمراہی ہے ، جامع کلمات میں سے ہے اور دین کی ایک بڑی اصل ہے ، جس نے کوئی بھی چیز ایجاد کر کے دین کی طرف منسوب کی ، حالانکہ اس کی دین میں کوئی اصل نہ تھی ، تو وہ گمراہی ہے اور دین اس سے بری ہے ، خواہ وہ اعتقادات ہوں یا ظاہری و باطنی اقوال و اعمال ، سلف صالحین نے جو بعض بدعات کو اچھا قرار دیا ہے ، وہ لغوی بدعات کی بابت ہے ، شرعی بدعات کے بارے میں نہیں ۔'' (جامع العلوم والحکم : ۱۹۳)

ہر بدعت خواہ عقیدہ سے متعلق ہو یا اعمال سے ، مذمومہ ہے ،لہذا بدعتی کا یہ کہنا کہ :''ثابت ہوا کہ بدعت عقیدہ کو فرمایا گیا۔''(جاء الحق : ۲۰۵)مردود و باطل ہے، کیونکہ جن نصوص میں بدعات کی مذمت وارد ہوئی ہے ، وہ عام ہیں ، ان میں تخصیص اور تقسیم ثابت نہیں۔

بدعتی دلائل سے تہی دست ہوتے ہیں ، بدعات کے ثبوت پر بدعت کی تقسیم کا کمزور سہارا لیتے ہیں ، جب ہر بدعت بے اصل ، گمراہی و ضلالت ، غلوّ فی الدّین اور اللہ پر جھوٹ ہے ، تو اس کی تقسیم چہ معنی دارد ـ؟کیا کوئی گمراہی بھی حسنہ ہوتی ہے ؟

بدعت کی تقسیم پر اہل بدعت کے دلائل

دلیل نمبر ۱:

بدعت کی تقسیم پر بدعتیوں کی سب سے بڑی دلیل سیدناعمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے : نعم البدعۃ ہذہ
'' (ہمارے دور میں)یہ نیا کام اچھا ہے ۔''(صحیح بخاری : ۲۰۱۰)

بدعت کی تقسیم پر یہ دلیل تارِ عنکبوت سے بھی کمزور ہے ، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نمازِ تراویح کی جماعت کرائی، پھر خدشہ کے پیشِ نظر ترک کر دی ، جب سیدنا عمر نے اپنے دور میں نمازِ تراویح کی جماعت کو دیکھا ، تو فرمایا ، یہ نیا کا م اچھا ہے، چونکہ اسکی اصل عہدِ نبوی میں موجود تھی ، عمر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ اس کو زندہ کیا گیا ہے ، تو آپ نے اسے تحسین کی نظر سے دیکھا ، اتنی سی بات مبتدعین کو سمجھ نہ آئی اوربدعت کی تقسیم کی آڑ میں رافضیوں کے ہم نو ا بن گئے ہیں ۔

دلیل نمبر ۲:

احمد یا ر خاں نعیمی لکھتے ہیں :

''بخاری (٤٩٨٦)میں ہے کہ حضرت صدیق نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کو قرآنِ پاک جمع کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا کہ کیف تفعلون شیأاً لم یصنعہ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ، قال ھو خیرٌ آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں ، جو حضور علیہ السلام نے نہ کیا ، صدیق نے فرمایا کہ یہ کام اچھاہے ، حضرت زید بن ثابت نے بارگاہِ صدیقی رضی اللہ عنہما میں یِہی عرض کیا کہ قرآن کا جمع کرنا بدعت ہے ، آپ بدعت کیوں ایجاد کر رہے ہیں ؟ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بدعت تو ہے ، مگر حسنہ ہے ، یعنی اچھی ہے ، جس سے پتہ لگا کہ فعلِ صحابہ کرام بدعتِ حسنہ ہے ۔''(جاء الحق : ۱/۲۲۷)

نعیمی صاحب نے حدیث کے ترجمہ میں خیانت کر کے خود ساختہ مطلب نکالنے کی کوشش کی ہے ، اس حدیث میں بدعت کے حسنہ اور سیئہ ہونے کے الفاظ تو کجا، اشارہ بھی نہیں ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جمعِ قرآن تو خلفائے راشدین کی سنت ہے ، بدعت ہے ہی نہیں ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

فعلیکم بسنّتی وسنّۃ الخلفاء الرّاشدین المھدیّین ۔

''تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو ۔''

(سنن ابی داؤد : ٤٦٠٧، سنن ترمذی : ٢٦٧٦، وقال : حسن صحیح ، مسند الامام احمد : ٤/١٢٦۔١٢٧، وسندہ، صحیح)

پھر قرآن کو جمع کرنا اس لیے بھی بدعت نہیں ہے کہ اس کی اصل عہدِ نبوی میں موجود تھی اور اس پر صحابہ کا اجماع بھی ہے ، جو کہ زبردست شرعی دلیل ہے ۔

دلیل نمبر ٣:

ابومالک سعد بن طارق بن اشیم کہتے ہیں ، میں نے اپنے باپ سے کہا ، اے ابا جان ! یقینا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ابو بکر ، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا ہے ، نیز علی رضی اللہ عنہ کو تقریبا پانچ سالوں سے کوفہ میں دیکھا ، کیا وہ نمازِ فجر میں قنوت پڑھتے تھے ؟ فرمایا :

أی بنیّ محدث ۔ ''اے بیٹا ! یہ بدعت ہے ۔''(سنن ابن ماجہ : ١٢٤١، سنن ترمذی : ٤٠٢۔٤٠٣، وقال : حسن صحیح ، سنن نسائی : ١٠٨١، مسند الامام احمد : ٣/٤٧٢، وسندہ، صحیح)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ اور دوام و تسلسل کے ساتھ نمازِ فجر میں قنوت پڑھنا بدعت ہے ، البتہ سماوی وارضی آفت و پریشانی پر نمازِ فجر میں قنوت پڑھنا ثابت ہے ۔دیکھیں صحیح بخاری (١٠٠٢)، صحیح مسلم (٦٧٧)، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نمازِ فجر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (شرح معانی الآثار : ١/٢٥٠، وسندہ، صحیح)، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہما (شرح معانی الآثار : ١/٢٥١، وسندہ، صحیح)اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما (شرح معانی الآثار : ١/٢٥٢، وسندہ، صحیح)سے قنوت پڑھنا ثابت ہے ۔

دلیل نمبر ٤:

جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

من سنّ فی الاسلام سنّۃ حسنۃ فعمل بها بعدہ کتب لہ مثل أجر من عمل بها ولا ینقص من أجورہم شیء ومن سنّ فی الاسلام سنّۃ سیّئۃ فعمل بها بعدہ کتب علیہ مثل وزر من عمل بها ولا ینقص من أوزارہم شیء ۔

''جس نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا ، پھر اس کے بعد اس پرعمل کیا گیا تو اس کے لیے بھی کرنے والوں کے اجروں کی طرح اجر لکھا جائے گا ، ان کے اجروں میں کچھ کمی نہیں ہوگی اور

جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا ، پھر اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو اس پر بھی یہ عمل کرنے والوں کے گناہوں کی طرح گناہ لکھا جائے گا، ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی ۔''(صحیح مسلم : ۲/۳٤۱، ح : ۱۰۱۷)

اس حدیث کو بنیاد بنا کر بدعت کی تقسیم کرنا صحیح نہیں ، کیونکہ حدیث کا سببِ ورود اس کی نفی کرتاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ دیہاتی حاضر ہوئے ، جو اونی کپڑوں میں ملبوس تھے ، آپ نے ان کی بدحالی اور ان کی ضرورت کو دیکھ کر لوگوں کو صدقہ کرنے پر ابھارا ، لوگوں نے کچھ دیر کی ، جس سے آپ کے چہرے پر کبیدگی کے آثار ظاہر ہوئے ، پھر ایک انصاری درہموں کی تھیلی لے کر آیا ، پھر دوسرا آیا ، اس طرح لانے والوں کا تانتا بندھ گیا ، یہاں تک کہ نبی ئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہئ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے ، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا

ا س حدیث سے بدعتیوں نے بدعات کا جو چور دروازہ کھولنا چاہا ، وہ نہ کھل سکا ، کیونکہ صدقہ کرنا قرآن و حدیث میں مشروع اور جائز ہے ، جس سے لوگ پیچھے تھے ، جب ایک صحابی نے صدقہ کرنے میں پہل کی تو وہ دوسروں کے لیے اس کارِ خیر میں بہترین نمونہ بنے ، ان کے اس اقدام سے دیگر صحابہ میں رغبت بڑھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ، معلوم ہو ا کہ سنتِ حسنہ سے یہاں مراد شرعی احکام و مسائل ہیں ، ایسا شرعی حکم جس سے لوگ ناواقف ہیں یا وہ متروک ہو گیا ہے ، اس کو جاری کرنا قابلِ تحسین ہے ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ان الفاظ میں بھی مروی ہے :

من دعا الی ھدی کان لہ من الأجر مثل أجور من تبعہ ، لا ینقص ذٰلک من أجورھم شیأاً ، ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من تبعہ ، لا ینقص ذٰلک من آثامہم شیأاً

''جو ہدایت کی طرف دعوت دے ، اس کے لیے اس کی پیروی کرنے والوں کے اجرو ثواب کی مانند اجروثواب ہوگا ، ان کے اجرو ثواب میں کمی نہیں ہو گی اور جو گمراہی کی طرف دعوت دے ، اس کے لیے اس کی پیروی میں گناہ کرنے والوں کے گناہوں کی مانند

گناہ ہو گا ، ان کے گناہوں میںکچھ کمی نہیں ہوگی ۔''
(صحیح مسلم : ۲/۳٤۱ ، ح : ۱۰۱۷)

یہاں ہدایت سے مرادوہ کارِ خیر ہے ، جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے ، کیونکہ قرآن وحدیث میں ہدایت سے مراد قرآن و سنت لیا گیا ہے ۔

دلیل نمبر ٥:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے :

ما رأی المسلمون حسنا فھو عند اللّٰہ حسن وما رآہ المسلمون سیّأاً فھو عند اللّٰہ سیّیء ۔

''جسے مسلمان اچھا خیال کریں ، وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے اور جسے مسلمان بر اخیا ل کریں ، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی برا ہے ۔''(المستدرک للحاکم : ۳/۷۸، ح : ٤٤٦٥، وسندہ، حسن وصححہ الحاکم ووافقہ الذھبی)

یہاں ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی مراد مسلمانوں کا اجماع ہے ، بدعتی اپنی کثرت پر پھولے نہیں سماتے ، جھٹ بدعت جاری کر کے اپنے آپ کو اس قول کا مصداق سمجھتے ہیں ، جبکہ ہر بدعت ضلالت اور قرآن وحدیث و اجماع کے خلاف ہوتی ہے ، کسی بدعت پر کوئی اجماع نہیں ۔

دلیل نمبر ٦:

احمد یا ر خاں نعیمی بریلوی لکھتے ہیں :

''جو حضرات ہر بدعت یعنی نئے کام کو حرام جانتے ہیں ، وہ اس قاعدہ کلیہ کے کیا معنیٰ کریں گے کہ الاصل فی الاشیا ء الاباحہ تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں ، یعنی ہر چیز مباح اور حلال ہے ، ہاں اگر کسی چیز کو شریعت منع کردے تو وہ حرام یا منع ہے ، یعنی ممانعت سے حرمت ثابت ہو گی نہ کہ نئے ہونے سے ۔''(جاء الحق : ۱/۲۲۹)

دین میںہر نیا کام بدعت ہے ، جن دلائل میں بدعت کی مذمت وارد ہوئی ہے ، وہ عام ہیں ، لہٰذا ہر بدعت ممنوع اور حرام ، جہاں تک اس قاعدہ کلیہ کا تعلق ہے تو یہ کھانے پینے کی اشیاء کی حلت و حرمت کے متعلق ہے نہ کہ شرعی احکام و اعمال کے ۔

اصلی بدعتی

ثابت ہوا کہ بدعت بے اصل ہوتی ہے ، شریعت کی نظر میں دینی امور میں ہر بدعت مذموم ہے ، لغوی اعتبار سے ہر بدعت

مذموم نہیں ، اس حقیقت سے بو کھلا کر مشہور بدعتی احمد یار خاں نعیمی بریلوی ساری دنیاکے سامنے بر ملا اعلان کرتے ہیں:

''شریعت و طریقت دونوں کے چار چار سلسلے یعنی حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی ،اسی طرح قادری ، چشتی ، نقشبندی، سہروردی ، یہ سب سلسلے بالکل بدعت ہیں، ان میں سے بعض کے تو نام تک بھی عربی نہیں ، جیسے چشتی یا نقشبندی ، کوئی صحابی ، تابعی ، حنفی ، قادری نہ ہوئے ، اب دیوبندی بتائیں کہ بدعت سے بچ کر وہ اپنی حیثیت سے زندہ بھی رہ سکتے ہیں ؟ جب ایمان اور کلمے میں بدعات داخل ہیں، تو بدعت سے چھٹکاراکیسا؟''

(جاء الحق:۱/۲۲۲)

کلمہ اور ایمان اصل ہیں ، جن کے کلمے اور ایمان میں بدعات داخل ہیں ، وہ اصلی بدعتی ہیں ،اللہ تعالی ہمیں ایمان و عمل دونوں میں بدعت سے محفوظ فرمائے۔آمین!

اہل بدعت کی بے اصولی اور مغالطہ

احمد یار خاں نعیمی بریلوی لکھتے ہیں :''آج کل دنیا میں وہ چیزیں ایجاد ہو گئی ہیں جن کا خیر القرون میں نام و نشان بھی نہ تھا ، اور جن کے بغیر اب دنیاوی زندگی مشکل ہے ، ہر شخص ان کے استعمال پر مجبور ہے ۔ ریل ، موٹر ، ہوائی جہاز ، سمندری جہاز ، تانگے ، گھوڑاگاڑی ، پھر خط ، لفافے ، تار ، ٹیلیفون ، ریڈیو ، لاؤ ڈ سپیکر وغیرہ یہ تمام چیزیں اور ان کا استعمال بدعت ہے ، اور انہیں ہر جماعت کے لوگ بلا تکلف استعما ل کرتے ہیں۔ بولو دیوبندی وہابی بغیر بدعت حسنہ کے دنیاوی زندگی گزار سکتے ہیں ؟ ہر گز نہیں !''(جاء الحق: ۲۱۱)

جو چیزیں مبادی سے تعلق رکھتی ہوں ، مقاصد (اعتقادات و عبادات)میں داخل نہ ہوں ،ان کے متعلق شرعی ممانعت وارد نہ ہوتو کسی مصلحت کے لئے مقرر کرنا جا ئز ہے ، مثلا سنہ ہجری کا مقرر کرنا ، مسجد میں سپیکر لگوانا ، تبلیغِ دین کے لئے دینی محافل و مجالس کا انعقاد کرنااور کتابوں کی اشاعت کرنا وغیرہ ، اہلِ بدعت ان امور کے جائز ہونے سے ہر قسم کے نئے کاموں کا نکالنا جائز سمجھتے ہیں ، یہ ان کی سراسر جہالت اور علم سے بے خبری ہے۔

دوسرا مغالطہ نعیمی بریلوی صاحب نے حدیث : من أحدث فی أمرنا ہٰذا ما لیس منہ فہو ردٌّ کے معنی میں دیا ہے ، ترجمہ کرتے

ہوئے لکھتے ہیں: ''جو شخص ہمارے اس دین میں وہ عقیدے ایجاد کرے جو کہ دین کے خلاف ہوں وہ مردود ہے۔ ہم نے ''ما'' کے معنیٰ عقیدے اس لئے کئے کہ دین عقائد ہی کا نام ہے، اعمال فروع ہیں ۔''(جاء الحق : ۲۰۴،۲۰۵)
یہ محض سینہ زوری اور حدیث کی معنوی تحریف ہے ، کیو نکہ علمائے حق کی تصریحات اس کے خلاف ہیں ،حدیث کے معنی میں عقیدہ کی قید اور دین کی خلاف ورزی تحکم محض ہے ، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک بدعت کو گمراہی قرار دیا ہے ، خوا ہ وہ عقیدہ میں جاری کی گئی ہو یا اعمال میں ، دیکھیں کہ بدعتی مرجئی صاحب دین میں کیسی واہی تباہی مچا رہے ہیں ، مسلمانوں کے دین و اعمال میبدعات داخل کرنے کی ناپا ک جسارت کے مر تکب ہو رہے ہیں ،ان کے نزدیک دین و اعمال اور بدعات میں کوئی فرق نہیں ، چونکہ ان کو اعتراف ہے کہ ہمارا مذہب بدعت ہے ، ہمارے کلمہ و ایمان میں بدعات داخل ہیں ، اس لئے بڑی ڈھٹائی سے اعمال میں بدعات کادروازہ کھول رہے ہیں ، اعمال کو دین و ایمان میں داخل نہ کرنا نیز ان کو فروعۡ قرار دینا بذات خود ارجائی بدعت ہے ، ایک ادنی مسلمان یہ بات سمجھتا ہے کہ اعمال دین میں داخل ہیں ، یہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کا اتفاقی و اجماعی مسئلہ ہے ، جیسا کہ حافظ بغوی لکھتے ہیں :
اتّفقت الصّحابۃ و التّابعون فمن بعدہم من علماء السّنّۃ علیٰ أنّ الأعمال من الایمان ، وقالوا:انّ الایمان قولٌ و عملٌ و عقیدۃٌ
''صحابہ کرام ، تابعین عظام اور ان کے بعد والے علماء اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں ، ان کا کہنا ہے کہ ایمان قول ، عمل اور عقیدہ کا نام ہے۔''(شرح السّنّۃ للبغوی : ۱/۳۸)
جس عقیدہ پر مسلمان یک زبان ہوں ، اس کے خلاف بات کرنا ایک بدعتی کا ہی شیوہ ہو سکتا ہے ۔
احمد یار نعیمی بریلوی صاحب کی زبانی بھی یہ حقیقت سن لیں :''بدعت کے شرعی معنی ہیں وہ اعتقاد یا وہ اعمال جو کہ حضور علیہ الصلو ۃ والسلام کے زمانہ حیات ظاہری میں نہ ہوں ، بعد میں ایجاد ہوئے ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بدعت شرعی دو طرح کی ہوئی بدعت اعتقادیۂ اور بدعت عملیہ'' (جاء الحق : ۲۰۴)
باقی رہا اہل بدعت کا یہ کہنا کہ وہ بدعت دین کے خلاف ہو ،

یہ بات مردود ہے ، کیو نکہ بدعت بہ اصل ہوتی ہے ، شریعت نے بدعت سے منع کیا ہے ،بدعتی ممانعت کے باوجوداسے جاری کرکے خود بخودکتاب و سنت اور اجماع کا مخالف بن جاتا ہے ، ثابت ہوا کہ ہر دینی بدعت دین کے مخالف ہوتی ہے ۔

اہل بدعت کی جہالت اور دھو کہ دہی

اہل بدعت کے امام احمد یار خاں نعیمی صاحب لکھتے ہیں :'' دینی کام کی قید لگانا محض اپنی طرف سے ہے ۔ احادیث صحیحہ اور اقوال علماء و فقہاء اور محدثین کے خلاف ہے ، حدیث میں ہے :

کلّ محدثۃٍ بدعۃٌ (مشکوٰۃ باب الاعتصام) ''ہر نیا کام بدعت ہے ۔''

اس میں دینی یا دنیاوی کی قید نہیں لگائی ہے''(جاء الحق:۲۱۲)

بدعتی صاحب تو جہان سدھار گئے ہیں ، ہم ان کے حوا ریوں سے پوچھیں گے کہ وہ'' احادیث صحیحہ اور اقوال علماء و فقہاء اور محدثین ''کہاں ہیں ؟اگر پیش نہ کر سکے تو [illegible]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

من أحدث فی دیننا ما لیس منہ فھو ردّ ۔

''جو ہمارے دین میںایسی نئی بات نکالے، جو اس میں موجودنہ ہو تو وہ مردودہے ۔''

(جزء من حدیث لوین : [illegible]، وسندہ، صحیح ، شرح السنۃ للبغوی : ۱۰۳، وسندہ، حسن)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

وایّاکم ومحدثات الأمور ، فانّ کلّ محدثۃ بدعۃٌ وکلّ بدعۃٍ ضلالۃٌ

''تم (دین میں)نئے کام نکالنے سے بچو ، کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔''

(سنن أبی داود :٤٦٠٧، سنن ترمذی : ٢٦٧٦، سنن ابن ماجہ :٤٤، مسند الامام أحمد: ٤/١٢٦،١٢٧، وسندہ، صحیح)

اس حدیث کو امام ترمذی نے'' حسن صحیح ''اور امام ابن حبان(٥)اور اما م حاکم (١/٩٥)نے'' صحیح ''کہا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے ۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ دین میں بدعات داخل کرنا ناجائز اور ممنوع امر ہے اور ہر بدعت ضلالت و گمراہی ہے ، کیا کوئی صاحب عقل دنیاوی نئے کا م کو ضلالت و گمراہی کہہ سکتا ہے ؟

بدعت اوربدعتی کی مذمت آئی ہے اور بدعت کے مرتکب کو شدید وعیدسنائی گئی ہے ، اس مذمت اور شدید وعید کا تعلق اس بدعتی کے بارے میں ہے، جو دین میں بدعات داخل کرتا ہے یا دنیاوی نئے کا م جاری کرتا ہے اہل عقل کے لئے اتنی بات ہی کافی ہے ، جاہلوں اور بدعتیوں کے لئے دلائل کے انبار بھی ناکافی ہیں ۔

فقیہ الامت سیدنا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

سیلی أمورکم بعدی رجال یطفؤن من السّنّۃ ویعملون بالبدعۃ (وفی روایۃ :ویحدثون بدعۃ)ویؤخّرون الصّلاۃ عن مواقیتہا ، قلت : یا رسول اللّٰہ !ان أدرکتہم کیف أفعل ؟قال:تسألنی یاابن أمّ عبد کیف تفعل؟ لا طاعۃ لمن عصی اللّٰہ ۔

''عنقریب میرے بعد تمہارے معاملات ایسے لوگوں کے ہاتھ لگ جائیں گے ، جو سنت کو مٹائیں گے ، بدعتیں جاری کرکے ان پر عمل کریں گے ، نمازوں کو ان کے اوقات سے لیٹ کریں گے ، میں نے عرض کی ، اے اللہ کے رسول ! اگر میں ان کوپاؤں تو کیا کروں ؟آپ نے فرمایا ، اے ام عبد کے بیٹے ! تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ کیا کرے ، جو اللہ کا نافرمان ہے ، اس کی کوئی اطاعت نہیں ۔ ''

(سنن ابن ماجہ:۲۸۶۵، مسند الامام أحمد :۱/۳۹۹، وسندہ، حسن ، عبداللہ بن عثمان بن خثیم حسن الحدیث ، قال الحافظ ابن حجر : وثّقہ الجمہور (موافقۃ الخبرالخبر: ۲/۲۷۶))

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدعت کی مذمت فرمائی ہے، معلوم ہوا کہ بدعتی سنتوں کے دشمن اور بدعات کے شیدائی ہوتے ہیں ، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ بدعت معصیت ہے اور بدعتی اللہ کا نافرمان ہوتا ہے ، لہذا عام مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کی اسلام دشمنی سے ہوشیار باش رہیں ، ان کے جبوں اور قبہ نما دستاروں سے متاثر ہو کر متاع ایمان گنوا کر معصیت میں مبتلانہ ہو جائیں ، معلوم ہوا کہ ہر دینی بدعت ، خواہ اس کا تعلق اعتقاد سے ہو یا عمل سے، وہ مذموم ہے، ہر لغوی بدعت مذموم نہیں ، لہذااہل بدعت کا یہ کہنا کہ بدعت میں ''دینی کام کی قید لگانا محض اپنی طرف سے ہے ''باطل ہے۔

سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں : ما من عام الّا والنّاس یُحیُون فیہ بدعۃً ویُمیتون فیہ سنّۃً حتّی تُحیی البدَعُ وتموت السّننُ

''ہر سال بدعتی لوگ کوئی نہ کوئی بدعت جاری کر دیتے ہیں اور کوئی نہ کوئی سنت مٹادیتے ہیں ، نتیجہ یہ ہو گا کہ بدعتیں زندہ اور سنتیں مردہ ہو جائیں گی۔''

(البدع والنّہی عنہا :۹۹، وسندہ، حسن، نعیم بن حمّاد صدوق حسن الحدیث وثّقہ الجمہور ، ومہدیّ بن حرب ، وثّقہ ابن حبان ووثّقہ ابن خزیمہ بتصحیح حدیثہ ، وہو حسن الحدیث)

ابن عباس رضی اللہ عنہ صاف فرما رہے ہیں کہ بدعات سنتوں کے مردہ ہو جانے کی موجب ہیں ، یقینا یہاں دینی و شرعی بدعت مراد ہے نہ کہ دنیاوی اور لغوی ۔

حسان بن عطیہ التابعی کہتے ہیں :   ما ابتدع قومٌ بدعۃً فی دینہم الّا نزع اللّٰہ من سنّتہم مثلہا ، ثمّ لا یعیدہا الیہم الیٰ یوم القیامۃ۔

''جو لوگ اپنے دین میںجتنی بھی بدعات جاری کرتے ہیں ، اللہ تعالی اتنی ہی سنتیں ان سے چھین لیتا ہے ، پھر تا قیامت ان لوگوں کو (ان سنتوں پر عمل کی توفیق) نہیں لوٹاتا۔''

(سنن دارمی :۹۹، حلیۃ الاولیائ:٦ /۷۳، المعرفۃ و التاریخ : ۳/۳۸٦، سندہ صحیح)

ایک ثقہ امام دینی بدعت کی قید لگاکر اس کے نقصانات سے امت کو آگاہ کر رہے ہیں ۔

قال الامام الدّارمی : أخبرنا الحکم بن المبارک ، أنبانا عمرو بن یحییٰ ، قال : سمعت أبی یحدّث عن أبیہ ، قال : کنّا نجلس علی باب عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قبل صلاۃ الغداۃ ، فاذا خرج ، مشینا معہ الی المسجد ، فجاء نا أبو موسی الأشعری رضی اللّٰہ عنہ ، فقال ؛أخرج الیکم أبو عبدالرّحمن ؟ قلنا:لا ، بعدُ ۔ فجلس معنا حتی خرج ، فلمّا خرج ، قمنا الیہ جمیعاً ، فقال لہ أبو موسٰی : یا أبا عبدالرّحمن ! انّی رأیت فی المسجد آنفا أمراً أنکرتہ ولم أر والحمد للّٰہ الّا خیراً ، قال : فما ہو ؟ فقال : ان عشت فستراہ ۔قال: رأیت فی المسجد قوماً حلقاً جلوساً ینتظرون الصّلاۃ ، فی کلّ حلقۃ رجل ، وفی أیدیہم حصاً ، فیقول : کبّروا مئۃً ، فیکبّرون مئۃً ، فیقول: ہلّلوا مئۃً ، فیہلّلون مئۃً ، ویقول : سبّحوا مئۃً ، فیسبّحون مئۃً قال : فماذا قلت لہم؟قال: ماقلت لہم انتظار رأیک أو انتظار أمرک ۔ قال : أفلا أمرتہم أن یعدّوا سیّأاتہم ، وضمنت لہم أن لّا یضیع من حسناتہم ، ثمّ مضٰی ومضینا معہ حتّی أتٰی حلقۃ من تلک الحلق، فوقف علیہم ، فقال ؛

ما ہٰذاالّذی أراکم تصنعون ؟ قالوا: یا أبا عبد الرّحمٰن حصا نعدّ بہٖ التّکبیر و التّہلیل و التّسبیح ۔قال ؛ فعدّوا سیّأاتکم ، فأما ضامن أن لّا یضیع من حسناتکم شیئ، ویحکم یا أمّۃ محمّد، ما أسرع ھلکتکم ! ہؤلاء صحابۃ نبیّکم متوافرون ، وہٰذہ ثیابہ لم تبل ، وآنیتہ لم تکسر، والّذی نفسی بیدہ ! انّکم لعلیٰ ملّۃ ہی أہدٰی من ملّۃ محمّد صلّی اللّہ علیہ وسلّم أو مفتتحوا باب ضلالۃ ۔قالوا: واللّہ یا أبا عبد الرّحمن ! ما أردنا الّا الخیر ۔قال : وکم من مرید للخیر لن یصیبہ ، انّ رسول اللّہ صلّی اللّہ علیہ وسلّم حدّثنا أنّ قوما یقرؤون القرآن لا یجاوز تراقیہم، وأیم اللّہ ما أدری لعلّ أکثرہم منکم ، ثمّ تولّی عنہم ۔فقال عمرو بن سلمۃ : رأینا عامّۃ أولئک یطاعنونا یوم النّہروان مع الخوارج۔

''ہم صبح کی نماز سے پہلے سیدنا عبداللہ بن مسعود کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ جب آپ گھر سے نکلیں ، ہم ان کے ساتھ مسجد میں جائیں ، ہمارے پاس سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ آئے اور پوچھا ، کیا ابو عبدالرحمن (ابن مسعودرضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) گھر سے نکلے ہیں ؟ ہم نے کہا ، ابھی تک تو نہیں ، وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے ، جب آپ گھر سے نکلے ، ہم سب ان کی طرف اٹھے ، ابوموسی نے عرض کی ، اے ابو عبدالرحمن ! میں نے ابھی مسجد میں ایک ایسا کام دیکھا ہے ، جسے بہت عجیب سمجھا ہوں ، بظاہر تو مجھے نیکی ہی معلوم ہوئی ہے ، آپ نے فرمایا ، وہ کونسا کام ہے ، انہوں نے عرض کی ، آپ عنقریب اسے دیکھ لیں گے ، میں نے مسجد میں لوگوں کے کئی حلقے دیکھے ہیں ، جو نماز کے انتظار میں بیٹھے ہیں، ہر حلقے میں ایک آدمی تھا ، جو کہتا کہ سو دفعہ اللہ اکبر کہو ، لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں تھیں ، وہ سو دفعہ اللہ اکبر کہتے ، پھر وہ کہتا کہ سو دفعہ لاالہ الااللہ کہو ، لوگ سو دفعہ لا الہ الا اللہ کہتے ، پھر وہ کہتا کہ سو دفعہ سبحان اللہ کہو ، وہ ایسا ہی کرتے ۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ، آپ نے ان سے کیا کہا تھا ؟ ابو موسی رضی اللہ عنہ نے عرض کی ، میں نے تو آپ کی رائے معلوم کرنے کا انتظار کیا اور کچھ نہیں کہا ،ابن مسعودرضی اللہ عنہ نے فرمایا،آپ نے ان سے یہ کیوں نہ کہا کہ وہ اپنی برائیاں شمار کریںاور میں ضامن ہوں کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی ۔

پھر آپ ہمارے ساتھ چلے ، حتی کہ ان حلقوں میںسے ایک حلقے کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا، میں تمہیں کیا کرتا دیکھ رہا ہوں؟ وہ کہنے لگے ، اے ابو عبدالرحمن ! ہم کنکریوں کے ساتھ اللّٰہ أکبر ، لا الٰہ الّا اللّٰہ اور سبحان اللّٰہ شمار کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا ، تم اپنے گناہ شمار کرو !میں ضامن ہوں کہ تمہاری کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی ، آہ اے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کتنی جلدی تمہاری ہلاکت آگئی ، یہ تمہارے نبی کے صحابہ ابھی وافر تعداد میں موجود ہیں ، آپ کے کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے ، آپ کے برتن ابھی ٹوٹے نہیں ، اس ذات کی قسم ، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ! یا تو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے بہتر طریقے پر ہو یا پھر گمراہی کے دروازے کھول رہے ہو ۔ وہ کہنے لگے ، اے ابو عبد الرحمن ! ہم تو نیکی کے ارادے سے ایسا کر رہے تھے ، آپ فرمانے لگے ، کتنے ہی نیکی کے طلب گار ہیں ، جو نیکی کو نہیں پا سکتے ، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے ، جو قرآن پڑھیں گے ، لیکن وہ ان کے حلقوں سے تجاوز نہیں کر سکے گا ، اللہ کی قسم ! میرے خیال کے مطابق ان میں سے اکثر تم میں سے ہیں ، پھر آپ ان کے پاس سے واپس آگئے ۔
عمرو بن سلمہ کہتے ہیں ، ہم نے دیکھا کہ ان میں سے اکثر لوگ جنگِ نہروان والے دن خارجیوں کے ساتھ مل کر ہم (صحابہ کرام)پر تیر برسا رہے تھے ۔
(سنن دارمی : ١/٦٠۔٦١، اتحاف المہرہ لابن حجر : ١٠/٣٩٩۔٤٠٠، وسندہ، حسن)

★١ الحکم بن المبارک کو امام احمد بن حنبل ، امام ابن مندہ ، امام ابنِ حبان ، حافظ ابن السمعانی اور حافظ ذہبی (الکاشف : ١/١٨٣)نے ''ثقہ ''قرار دیا ہے ۔
امام ابن عدی نے ان پر حدیث کی چوری کا الزام لگایا ہے (الکامل لابن عدی : ١/١٨٥، ترجمہ احمد بن عبدالرحمن الوھبی)، جمہور کی توثیق کے مقابلے میں یہ جرح مردود ہے ۔

★٢ عمرو بن یحییٰ ''ثقہ '' ہے ۔(تقریب : ٥١٣٧)

★٣ یحییٰ بن عمر و بن سلمہ

★٤ عمرو بن سلمہ الہمدانی ''ثقہ '' ہے ۔(تقریب : ٥٠٤١)

ذکر تو مشروع ہے ، لیکن اس کی ہیئت ، طریقہ ، رنگ ڈھنگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں تھا تو صحابی ئ رسول

نے اس کو نہ صرف بدعت قرار دیا ، بلکہ امت کی تباہی و بربادی کا بھی سبب قرار دیا ، یاد رہے کہ جو کام صحابہ کے عہد میں بلا نکیر رائج ہو جائے ، وہ بدعت نہیں ہوتا ہے ۔

حافظ ابن قیّم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

انّ اللّٰہ سبحانہ لا یعبد الّا بما شرعہ علیٰ ألسنۃ رسلہ ، فانّ العبادۃ حقّہ علیٰ عبادہ ، وحقّہ الّذی أحقّہ ہو ورضی بہ و شرعہ ، وأمّا العقود والشّروط و المعاملات فہی عفو حتّی یحرّمہا ۔

''اللہ تعالی کی عبادت اسی طریقہ سے معتبر ہو گی ، جو اس نے اپنے انبیاء کی زبانی بیان کر دیا ہے ، کیونکہ عبادت بندوں کے ذمے اللہ تعالی کا حق ہے اور اس کا حق (ادا کرنے کا طریقہ)وہی ہے ، جو اس نے خود پسند اور مقرر کیا ہے ، البتہ شروط و معاملات کو جب تک اللہ حرام قرار نہ دے ، جائز ہوتے ہیں ۔''

(اعلام الموقعین: ۱/۳٤٤)

بدعت کے رد پر اصول

اصول نمبر ۱:

واضح رہے کہ دینی امرکا حکم من جانبِ اللہ ضروری ہے ، جب تک اللہ اجازت نہ دے ، اس کا کرنا ممنوع ہے ، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

انّما أنا بشر اذا أمرتکم بشیءٍ من دینکم فخذوا بہ واذا أمرتکم بشیءٍ من رأیی فاِنّما أنا بشرٌ

''یقیناً میںبشر ہوں جب میںتمہیں کو ئی بھی دینی حکم دوںتو اس پر (سختی سے)عمل پیرا ہو جاؤاورجب میں تمہیں (دنیاوی کاموں کا)اپنی رائے سے حکم دوں تو میں بشر ہوں ۔''(صحیح مسلم: ۲۳٦۲)

نیز آپ نے یہ بھی فرمایا : أنتم أعلم بأمر دنیاکم ''دنیاوی امور کو تم بہتر جانتے ہو۔''

(صحیح مسلم :۲۳٦۳)

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ اصول ثابت ہوا کہ دنیا وی کاموں میںجب تک ممانعت وارد نہ ہو ، کر سکتے ہیں، لیکن دین کے کاموں میں اللہ تعالی کا حکم ضروری ہے ،جب تک شرعی دلیل نہ ملے، ان کا کرنا ممنوع ہے، مروّجہ جشنِ عیدِ میلاد جیسی بدعات کی اصل کتاب و سنت میں نہیں ہے ، لہٰذا یہ بدعت اور ممنوع ہیں ۔

فائدہ :
جو چیزیں مبادی سے تعلق رکھتی ہوں ، مقاصد (اعتقادات و عبادات)میں داخل نہ ہوں ،ان کے متعلق شرعی ممانعت وارد نہ ہوتو کسی مصلحت کے لئے مقرر کرنا جا ئز ہے ،مثلاً سنہ ہجری کا مقرر کرنا ، مسجد میں سپیکر لگوانا ، تبلیغِ دین کے لئے دینی محافل و مجالس کا انعقاد کرنااور کتابوں کی اشاعت کرنا وغیرہ ، اہلِ بدعت ان امور کے جائز ہونے سے ہر قسم کے نئے کاموں کا نکالنا جائز سمجھتے ہیں ، یہ ان کی سراسر جہالت اور علم سے بے خبری ہے۔

اصول نمبر ۲:
سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجرِاسود کو بوسہ دیا اور فرمایا:'' میں جانتا ہوںکہ تو پتھر ہے ، نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع ، لولا أنّی رأیت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یقبّلک ما قبّلتک، اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوتجھے بوسہ دیتے ہو ئے نہ دیکھتا تو تجھے بوسہ نہ دیتا۔''
(صحیح بخاری :۱٦۱۰، صحیح مسلم:۱٦۷۰)
سیّدنا عمر کے قول سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کام کو نہ کرنا عدمِ ثبوتِ شرعی کا حکم رکھتا ہے، یہی حال عیدِ میلاد اور دیگر بدعات کا ہے ۔

اصول نمبر ۳:
اللہ ربّ العزّت کا ارشاد ہے :(وَمَنْ اَرَادَ الْآخِرَۃَ وَسَعٰی لَہَا سَعْیَہَا وَہُوَمُؤْمِنٌ فَأُولٰئِکَ کَانَ سَعْیُہُمْ مَّشْکُوْرَا)(بنی اسرائیل :۱۹)
''جو کوئی آخرت کے ارادہ سے عمل کرے (نہ کہ دنیا کے لئے)، حتّی المقدور اس میں کو شش کرے اور وہ بھی مومن، تو ایسے لوگوں کی کو شش کو قدر کی نظر سے دیکھا جائے گا۔''
اس آیت ِکریمہ میں'' سَعْیَہَا ''کے معنیٰ معین کردہ عمل کے ہیں، مصدر کی اضافت تعیین کا فائدہ دیتی ہے، وہی کوشش بارآور ثابت ہو گی ، وہی عمل قبول ہو گا ، جو قرآن و سنّت سے ثابت ہو گا ،جو ثابت نہ ہو ، وہ بدعت ہے، مروّجہ جشنِ عیدِ میلاد ودیگر بدعات سنّت سے ثابت نہیںہیں ، لہٰذا مردود و باطل ہیں۔

اصول نمبر ٤:
ابو وائل کہتے ہیں کہ میں شیبہ بن عثمان کے پاس کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ عمر بن خطاب اسی جگہ تشریف فرما تھے اور فرمانے لگے کہ میرا ارادہ ہے کہ (کعبہ

میں)جو سونا اور چاندی ہے، وہ مسلمانوں میں بانٹ دوں، تو میں نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کر سکتے، آپ نے فرمایا ، کیوں ؟ میں نے کہا : لم یفعلہ صاحباکہآپ کے دو ساتھیوں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اورابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)نے یہ کام نہیں کیا ، تو عمررضی اللہ عنہ نے فرمایا : ہما المرآن ُیقتدٰی بہماہ ''یہ دو ہستیاں مقتدا اور پیشوا ہیں ۔''
(صحیح بخاری : ۷۲۷۵)

ثابت ہوا جس کام کا محرّک موجود ہو، کوئی مانع بھی نہ ہو، اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قصداً ترک کیا ہو ،اگرچہ اس کے بارے میں ممانعت ثابت نہ بھی ہو،تو اس کا ترک کرنا سنت ہے اور کرنا بدعت سیّئہ و مذمومہ ہے ،یہی حال مروّجہ جشنِ عید ِمیلادِ النّبی کا ہے ،قرآن و حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں ، اس کی ابتدا چوتھی صدی ہجری میں ہوئی ، سب سے پہلے مصر میں نام نہاد فاطمی شیعوں نے یہ جشن منایا۔

(الخطط للمقریزی:۱/٤۹۰وغیرہ)

ہر بدعت کا یہی حال ہے ۔

جناب غلام رسول سعیدی بریلوی صاحب لکھتے ہیں :''اس سلسلہ میں صحیح قاعدہ یہ ہے کہ جس خاص عبادت کے کرنے کا محرّک ہواور اس کے کرنے سے کوئی مانع نہ ہو ، اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ عنہ وسلم نے وہ کام قصداًترک کیا ہوتو وہ کام کرنا یقینا ناجائزامرِبدعت ہے ۔''(شرح صحیح مسلم:۲/٥٤٥)

بدعت ِعید ِمیلاد کا سبب (مجلسِ میلاد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم) آپ کے زمانے میں موجود تھا، اس کے کرنے میں کوئی بندش بھی نہیں تھی ، آپ نے اور صحابہ کرام نے اس کو قصداً ترک کیا ، لٰذا اب اس کا انعقاد یقینا ناجائز امرِبدعت ہے ۔

عیدین سے پہلے اذان کا محرّک موجود تھا ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اس کو قصداًترک کیا ، جبکہ اذان اللہ کا ذکر ، شعار ِاسلام اور دعوتِ تامّہ ہے ، جو کہ بظاہر عام شرعی دلیلوں کے تحت درج بھی ہو سکتی ہے ، اذانِ عیدین کو اذانِ جمعہ پر قیاس کرنے کی گنجائش بھی ہے ، نیز یہ کسی شرعی حکم کے خلاف بھی نہیں ہے ، شریعت نے اس سے منع بھی نہیں کیا، اس کے باوجود یہ بدعت ِمذمومہ اور سیّئہ ہے ،

وجہ ایک ہی ہے کہ اس کا محرّک موجود تھا ، کوئی مانع بھی نہیں تھا ، اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قصداًترک کیا، ہر بدعت کا یہی حال ہے ۔

واضح رہے کہ بدعات یا تو عام دلیلوں کا فرد ہی نہیں ہوتی ہیں یا ان سے مستثنیٰ ہوتی ہیں، لہٰذا بدعت کۓ ثبوت پر عام اور مطلق دلیل سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

اہل بدعت مروّجہ عید ِمیلاد اور دیگر بدعات کے ثبوت میں جو دلائل پیش کرتے ہیں ، کیا صحابۂ کرام ، تابعین عظام ، ائمہ دین اورسلف صالحین ان سے بے خبر تھے ؟ اگر ان دلائل سے مروّجہ عید ِمیلادوغیرہ کا جواز یا استحباب ثابت ہوتا تو یہ لوگ ضرور اس کا اہتمام کرتے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجودِ مقتضیٰ اور عدم ِمانع کے ترک کیا ہے، اس کا ترک کرنا سنت ہے اور کرنا بدعت ِسیّئہ و مذمومہ ہے۔

اصول نمبر ۵ :

ہر بدعت کے ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں :

لا یجعل أحدکم للشّیطان شیأاً من صلاتہ ، یرٰی أنّ حقّاً علیہ أن لّا ینصرف الّا عن یمینہ ، لقد رأیت النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کثیراً ینصرف عن یّسارہ۔

''تم میں سے کوئی اپنی نماز میں اس طرح شیطان کا حصہ نہ بنا لے کہ (سلام کے بعد)دائیں طرف سے پھرنا اپنے اوپر لازم کر لے ، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر بائیں جانب سے پھرتے دیکھا ہے ۔''

(صحیح بخاری : ۸۵۲، صحیح مسلم:۷۰۷)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی جائز و مستحب کام پر اصرار کرنا ، اس کے ساتھ واجب کا معاملہ کرنا ، اس کو شیطانی کا م بنا دیتا ہے ، ایک بدعت کو ضروری قرارِ دیناکیو نکر جائز ہو گا ؟

اصول نمبر ٦:

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں : وأمّا أہل السّنّۃ والجماعۃ فیقولون فی کلّ فعل و قول لم یثبت عن الصّحابۃ ہو بدعۃ ، لو کان خیراً لسبقونا الیہ لأنّہم لم یترکوا خصلۃ من خصال الخیر الّاوقد بادروا الیہا۔

''اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ ہر وہ قول و فعل جو صحابۂ کرام سے ثابت نہ ہو ،بدعت ہے ،اگر وہ کارِ خیر ہوتا تو وہ ہم

سے پہلے یہ کام کر جاتے ، کیونکہ وہ کوئی نیک کام نہ چھوڑتے
تھے ، بلکہ اس میں جلدی کرتے تھے ۔''
(تفسیر ابن کثیر : ٥/٥٦٧)
اگر مروجہ جشنِ عیدِ میلاد یا دیگر بدعات کی کوئی اصل ہوتی
تو صحابہ کرام اس میں پہل کرتے، کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر
قرآن و حدیث کے معانی ، مفاہیم ومطالب اور تقاضوں کو
سمجھنے والے اور ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے
تھے ۔

بدعتی کی مذمت

★١ امام سفیان بن عیینہ (وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ)(الأعراف :
١٥٢)(اور ہم افتراء باندھنے والوں کو اسی طرح بدلا دیتے
ہیں)کی تفسیر میں فرماتے ہیں :
كلّ صاحب بدعۃ ذليلٌ ''ہر بدعتی ذلیل ہوتا ہے ۔''(تفسیر ابن
أبی حاتم : ٩٠٤٧، وسندہ، صحیح)
★٢ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :
(وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا
عَلَى اللِّ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللِّ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ)
(النحل : ١١٦)
''کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ حلال یا حرام نہ کہہ دیا
کرو ، تاکہ تم اللہ پر جھوٹ باندھو ، جو لوگ اللہ پر جھوٹ بولتے
ہیں ، وہ کامیاب نہیں ہوں گے ۔''
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں :
ویدخل فی ہذا كلّ من ابتدع بدعۃً لیس لہ فیہا مستند شرعیّ او
حلّل شیأاً ممّا حرّم اللہ أو حرّم شیأاً ممّا أباح اللہ بمجرّد رأیہ
وتشہیہ
''ہر بدعتی اس حکم میں داخل ہے ، جس نے بدعت جاری کی ،
جبکہ اس کے پاس اس بدعت پر شرعی ثبوت و دلیل نہیں ہے ، یا
جس نے محض اپنی رائے اور نفسانی خواہش سے اللہ کی حرام
کردہ چیزوں کو حلال اور اس کی حلال کردہ چیزوں کو حرام
قرار دیا۔''(تفسیر ابن کثیر :٢/٧٧٩)
★٣ فرمان باری تعالیٰ ہے :
(هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ
مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ
الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ)(آل عمران : ٧)

''وہی ذات ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی ، اس کی بعض آیا ت محکم ہیں ، وہی ام الکتاب ہیں اور دوسری متشابہ ہیں ، سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے ، وہ فتنے تلاش کرنے اور اس کی تاویل کے لیے متشابہ کے پیچھے پڑتے ہیں ۔''

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

وہذہ الآیۃ وان کانت نزلت فیمن ذکرنا انّھا نزلت فیہ من أھل الشّرک ، فانّہ معنی بھا کلّ مبتدع فی دین اللّٰہ بدعۃ فمال قلبہ الیھا تاویلا منہ بعض متشابہ آی القرآن ، ثمّ حاجّ بہ وجادل بہ أھل الحقّ وعدل عن الواضح من أدلّۃ آیۃ المحکمات ارادۃ منہ بذٰلک اللّبس علی أھل الحقّ من المؤمنین ، وطلبا لعلم تأویل ما تشابہ علیہ من ذٰلک کائناً من کان [illegible]

''اگرچہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے ، لیکن اس سے مراد ہر بدعتی ہے، جو اللہ کے دین میں بدعت نکالتا ہے ، پھرقرآن کی بعض متشابہ آیات میں تاویل کرتے ہوئے اس کا دل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور وہ اہل حق سے جھگڑا کرتے ہوئے محکم آیات میں موجود واضح حق سے ہٹ جاتا ہے ، اس کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ اہل حق مومنوں سے حق کو چھپائے اور متشابہ آیات کی تاویل تلاش کرے ، چاہے جو بھی ہو ۔''

(تفسیر طبری : [illegible])

⭑٤ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

من وقّر صاحب بدعۃ فقد أعان علی ھدم الاسلام ۔

''جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی ، اس نے اسلام کو ڈھانے پر معاونت کی ۔''

(الشریعۃ للآجری : ص ٩٦٢، ح : ٢٠٤٠، وسندہ، صحیح)

اس کا راوی ابو الفضل عباس بن یوسف الشکلی ''مقبول الروایۃ'' ہے ۔(تاریخ الاسلام للذھبی : ٢٣/٤٧٩)

⭑٥ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں :

ومن أحدث حدثا أوآوٰی محدثا فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملئکۃ والنّاس أجمعین ، لا یقبل منہ صرف ولا عدل ۔

''جو کوئی بدعت نکالتا ہے یا بدعتی کو پناہ دیتا ہے ، اس پر اللہ ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے ، اس سے کوئی فرضی و نفلی عبادت قبول نہیں ہوتی ۔''(مسند الطیالسی : ص ٢٩٩،

مسند المسدد (اتحاف الخیرۃ : ٦٨٥٠)، واللفظ لہ، مسند الامام
احمد : ٢/١٧٨، ١٨٠، ١٩١،١٩٢، ١٩٤، ٢١١، وسندہ، حسن)
اس حدیث کو امام ترمذی (١٤١٣)نے ''حسن '' اور امام ابن
الجارود (١٠٧٣)نے ''صحیح '' کہا ہے ۔
٦★ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
ألا وانّی فرطکم علی الحوض ، وأکاثر بکم الأمم ، فلا تسوّدو وجھی
، ألا وانّی مستنقذ أناسا ، ومستنقذ منّی أناس ، فأقول : یا ربّ !
أصیحابی؟ فیقول : انّک لا تدری ما أحدثوا بعدک ۔
''سنو ! میں حوض (کوثر)پر تمہارا پیش رو ہوں گا اور تمہاری
کثرتِ تعداد کی وجہ سے دوسری قوموں پر فخر کروں گا تو
مجھے (قیامت کے دن)رسوا نہ کر دینا ، سنو ! میں کچھ افراد کو
(جہنم سے)چھڑاؤں گا اور کچھ لوگ مجھ سے چھین لیے جائیں گے
(اور جہنم میں بھیج دیئے جائیں گے)،میں کہوں گا ، میرے رب !
میرے ساتھی ؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا ، آپ کو نہیں معلوم ،
انہوں نے آپ کے بعد نئے کام کیے ؟ ''(سنن ابن ماجہ : ٣٠٥٧،
وسندہ، حسن ، قال البوصیری : ہذا اسناد صحیح (مصباح الزجاجۃ
: ٣/٢٠٧) ، واخرجہ مسدد فی مسندہ کما فی مصباح الزجاجۃ :
٣/٢٠٧، واحمد : ٥/٤١٢، والنسائی (الکبرٰی : ح : ٤٠٩٩)